سیاست حسینیہ کی اہم منزل

مولانا سید اکبر مہدی سلیم جرولی، مصنف کتاب اصلاح مراسم عزاداری

کربلا کے صحیح واقعات کو متقدمین نے خلاصہ کے طور پر سیر و اخبار میں جس طرح تحریر کیا ہے باعتبار حجم زیادہ ضخیم نہیں، لیکن اس واقعہ میں سب سے زیادہ عبرت ناک اور حیرت انگیز ہونے کے علاوہ یہ معجزہ حقانیت و صداقت ہے کہ تبصرہ کرنے والوں نے ہر زبان میں دفتر کے دفتر سیاہ کر دئے، مجلدات ضخیم تالیف ہوگئیں پھر بھی واقعہ اپنے مقام پر تشنہ ہے اور قیامت تک اس کے انکشافات اہل قلم کو موقع دیتے رہیں گے، منجملہ حسینی کارناموں کے جو اہم بات نظر آتی ہے وہ بجائے خود ایک خاص باب ہے۔ جس کے متعلق نہ حضرات مولفین سیرت و تاریخ کو اس طرف رجحان ہوا نہ حضرات واعظین کرام و مقررین کو توجہ ہوئی۔ یادگار حسینی کے سلسلہ میں بکثرت تقریریں سنیں اور مضامین دیکھے۔ محرم نمبر کے مجلدات کا مطالعہ کیا ہر موضوع پر مختلف رنگ سے مضمون نگاری کی گئی اور اپنوں کا ذکر نہیں، اغیار نے حق ادا کیا، مگر یہ ناچیز جس مخصوص منزل سے گزرنا چاہتا ہے بلکہ صاحبان قلم اور اہل زبان کو توجہ دلانا چاہتا ہے وہ ابتدائی منزل کا اہم واقعہ ہے اور اپنی نوعیت میں وہ فرد ہے۔

عشرۂ محرم میں ہر سال کسی مجلس میں محض اس نظر سے کہ درد انگیز اور گریہ خیز ہونے کے اعتبار سے نہایت موثر ہے کبھی کوئی ذاکر پڑھ دیتا ہے اور سامعین تھوڑی دیر کے لئے آنسو بہا کر آوازیں بلند کر کے سبکدوش ہو جاتے ہیں، کبھی اس کی اہمیت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

میں نے خوب جانچ لیا اور ہر پہلو پر غور کیا اور پے در پے تجربہ بھی حاصل ہوا کہ حقیقی معنوں میں نائب امام، سفیر شہید اعظمؑ، غریب کوفہ، اشجع بنی ہاشم، معتمد اہلبیت جناب مسلمؑ بن عقیلؑ کی ذات منتخب ذات تھی اور آپ کے واقعات کے سلسلہ میں جو اہمیت نظر آتی ہے وہ صرف رو دینے کی محتاج نہیں، بلکہ مجمع حالات و صفات ذاتیہ ایک مستقل یادگار قائم کرنے کی مستحق ہے۔

افسوس نہ قوم کو توجہ دلائی گئی نہ اس کی ہمت پیدا ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں آج ہندوستان میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں شبیہ کربلا اور دیگر روضۂ مبارک کی نقلیں تعمیر ہوئیں، پسران مسلمؑ کا روضہ بعض مقامات پر موجود ہے، مگر جناب مسلمؑ کے نام سے کوئی روضہ ہندوستان میں نہیں پایا جاتا۔ ممکن ہے کسی صاحب ہمت کے ہاتھوں سے اس کا وجود قائم ہو مگر وہ شاذ ہے۔ عراق میں جو اصل روضۂ منورہ ہے وہ بھی قوم کی بے اعتباری کا مرقعہ ہے۔ حضرت افضل الشہداء ابوالفضل العباسؑ کی وفا، علونفس، شجاعت مواسات نے دنیا میں اپنی یادگار قائم کرائی، نذر و نیاز، سبیل، ہر تعزیہ کے ساتھ ساتھ علم جزو عزائے سید الشہداء سمجھا جاتا ہے، بیشک سقائے حرمؑ کے صفات اس سے بالاتر اظہار خلوص کے سزاوار ہیں مگر مظلوم کا سفیرؑ، صفات امامت کا نمائندہ منجانب اللہ ایسے جو ہر لیکر خلق ہوا کہ خود امامؑ کے قلم سے ثقتی من اھلبیتی کا خطاب عطا ہوا۔

اس ذرہ بے مقدار کو اس درگاہ سے جو فیوض و برکات حاصل ہوئے وہ مجبور کرتے ہیں کہ قوم کے سامنے پیش کروں اور اپنے حق سے سبکدوش ہوں۔

ہر وہ شخص جو اولاد نرینہ سے محروم ہو، رجوع کر کے آزمالے انشاءاللہ اس معاوضہ میں کہ اس شیدائے حسینی نے عالم غربت میں سخت مصائب برداشت کر کے اپنی نسل کو امامؑ پر تصدق کر دیا۔

اس کے واسطے سے دعا کرنا اس امر خاص میں مقبول ایزدی ہے، قادر مطلق اس کو ضرور فرزند عطا فرمائے گا اور سلامت رہے گا۔ بخلوص خدا سے عہد کیجئے کہ اگر فرزند پیدا ہوگا تو مسلم نام رکھیں گے اور بحد امکان روز شہادت ۹ ذی الحجہ کو جناب مسلمؑ کی مجلسیں برپا کریں گے اور مساکین ومومنین کو کھانا کھلائیں گے اور ہمیشہ اطعام کرتے رہیں گے جس کا جیسا امکان ہو اس طرح انجام دے، میرا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ کبھی یہ عمل خالی نہیں گیا، خلوص شرط ہے۔ سال گذشتہ کا ذکر ہے کہ مولوی میر وزیر علی صاحب محمود آبادی جناب مولانا سلطان علی صاحب واعظ کے بھائی نے یہ نذر کی آپ کے چار بھائی تھے اور ان میں کسی کے اولاد نرینہ نہیں ہوئے مگر الحمدللہ اس نذر کی برکت سے وزیر علی صاحب کے یہاں فرزند پیدا ہوا، مسلم رضا نام رکھا اور اپنا عہد پورا کیا ماشاء اللہ تندرست وسالم موجود ہے مجھے یہ کس نے بتایا۔ یہ معاملہ صیغہ راز میں ہے مگر اس کا ثبوت ماشاء اللہ محمد مسلم مہدی سلمہٗ صحت یاب ہوکر میرے اعتقادات کی تائید کررہا ہے۔

بہر حال یہ تو عقیدت ہے واقعہ مذکورہ پر تبصرہ اس قسط میں تمام نہیں ہوسکتا انشاء اللہ آئندہ اقساط میں پیش کروں گا۔

پہلی قسط حضرت مسلمؑ کا انتخاب

واقعہ نگاری مقصود نہیں، اس کا محل ہے کہ اپنے موضوع کے ثبوت میں تفصیل پیش کروں لیکن واقعہ کے متعلقہ حالات کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

اہل کوفہ کے نامہ وپیام کے بعد فرزند رسولؐ نے طے کرلیا کہ مسلم بن عقیل علیہ السلام میرے چچازاد بھائی میرا خط لے کر بطور سفارت و نیابت کوفہ جائیں، خاندان بنی ہاشم بالخصوص اپنے بھائیوں میں مسلمؑ کا انتخاب علم امامت کی حکیمانہ فراست ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ایک طرف حسن انتخاب سے شان امامت کا اندازہ ہوتا ہے، دوسری طرف مسلمؑ کی علومرتبت کا پتہ چلتا ہے۔ قابل توجہ یہ مسئلہ ہے کہ جناب مسلمؑ محض نامہ بر نہیں تھے بلکہ صفات حسینؑ اور کمالات امامت کے نمائندہ بن کر اہم ذمہ داریوں کا بوجھ لے کر کوفہ جارہے ہیں اور تنہا جارہے ہیں۔ کوئی لشکر، کوئی معاون ساتھ نہیں، خط میں جن الفاظ سے اہل کوفہ کو پہنچوایا گیا ان سے بلند کردیا انا باعث الیکم اخی ثقتی من اھل بیتی مسلم بن عقیل۔ (اہل کوفہ سے خطاب ہے) میں تمہاری طرف اپنے بھائی، چچا کے فرزند اپنے اہلبیت میں معتمد مسلمؑ کو بھیجتا ہوں، اس عبارت کا لفظ لفظ جناب مسلمؑ کی بندگی اور رفعت شان کی سند ہے۔ ابن عم کہنا کافی تھا، اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ چچازاد بیٹا بھائی ہوا کرتا ہے مگر اس کے بعد اخی کا اضافہ زور پیدا کرتا ہے جس سے حقوق برادری ومواسات کی ذمہ داری دوبالا ہوگئی اس کے بعد ثقتی من اھل بیتی میں بھی صرف ثقتی کافی تھا امامؑ کا موثق ومعتمد ہونا کیا کم تھا، اس کے بعد من اھل بیتی غیر محدود فضیلت کی شرح ہے۔ جس کو اہل معرفت سمجھ سکتے ہیں بقول مولوی نذیر احمد مترجم قرآن نہیں، جو اہلبیت کا ترجمہ گھروالے کرتے ہیں، بلکہ اہل بیت ان معنوں میں جس کو صاحب تفسیر کشاف و درمنثور نے تسلیم کیا ہے، یعنی علیؑ وفاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ پر اہلبیتؑ کا انحصار ہے۔

اس کے بعد احادیث معتبرہ نے اس دائرہ کو اور وسیع کیا، اور ذریت طاہرہؑ اہلبیت کا اطلاق ہوا اس محل پر منصوص من اللہ امام جناب مسلمؑ کو اس مخصوص ومحدود گروہ میں شامل فرماکر وہ سند عطا فرمایا ہے جو آپ کے پدر بزرگوار عقیل کو بھی میسر نہ ہوئی۔

بہر حال یہ اسناد خطابات مخصوصہ پاکر مسلمؑ روانہ ہوتے ہیں، راہ میں صیاد کا آہو ذبحہ کرنا دیکھ کر رسم ورواج بدشگنی سمجھ کے واپس ہوتے ہیں، ہر مورخ نے اس واقعہ کو لکھا ہے، مگر تشنہ چھوڑا ہے جس سے فی الجملہ مسلمؑ کے دامن شجاعت پر بدنما داغ کا دھوکہ ہوتا ہے، معاذ اللہ مسلمؑ ایسا بہادر اپنی جان کے خوف سے پلٹ آئے؟ محال ہے۔ جناب مسلمؑ نے خود امامؑ کی خدمت میں پہنچ کر اس کی توضیح کردی ہے، مولا! میں اپنی جان بچانے کے لئے نہیں بلکہ اس مقصد کے لئے فال بد سمجھتا جس پر میں مامور ہوا ہوں فرمایا ہم اہلبیتؑ بدشگونی کا خیال نہیں کرتے۔ مطلب یہ تھا کہ تمہارا بھی اہلبیتؑ میں شمار ہے یہ توہمات ترک کرو۔ یہ فرماکر

سینہ سے لگالیا اور پھر رخصت فرمایا، مسلمؑ کا سینہ گنجینۂ الٰہیہ سے مس ہونا تھا کہ دوسری شان پیدا ہوگئی۔

اس مرتبہ تاریخ کا سلسلہ بتلاتا ہے کہ آپ پہلے مدینہ تشریف لے گئے، حالانکہ براہ راست کوفہ جانا ممکن تھا مگر مدینہ آنا لازم سمجھے، وطن پہنچ کر قبر رسولؐ کی زیارت کی اور دو بچوں کو ساتھ لیا، بچوں کو بمقتضائے فطرت پدری محفوظ مقام پر چھوڑنا مناسب تھا مگر باوجود خطرات سفر وحالات کوفہ پیش نظر ہونے کے مقصد اصلی کچھ اور بھی تھا۔ آپ کا یہ فعل اس بات کو بھی واضح کررہا ہے کہ بدشگونی سمجھ کر راہ سے پلٹنا خوف جان سے نہ تھا، ورنہ بچوں کو ہرگز جان بوجھ کر خطرہ میں نہ ڈالتے۔ اس مقام پر دامن تاریخ تاریک نظر آتا ہے لیکن واقعات کربلا کے محل پر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ آپ کی زوجہ اور دو فرزند کربلا میں موجود تھے۔ یہ دونوں یتیم بچے کربلا میں امامؑ کی رفاقت میں شہید ہوئے۔ یہ سلسلہ دلیل ہے کہ جناب مسلمؑ نے زوجہ کو امامؑ کی خدمت میں روانہ کردیا کہ یہ بھی جناب زینب اور ام کلثوم کے ساتھ ہر مصیبت جھیلنے میں شریک رہیں اور شہدائے کربلا کی فہرست میں بھی بچوں کی وجہ سے میرا نام روشن رہے۔ اور میں اپنی نسل کو خدا کی راہ اور رفاقت امام میں قطع کرکے درگاہ رب العزت سے مستجاب الدعوات کا مرتبہ حاصل کروں۔

کوفہ میں بیعت امامؑ

تمام مورخین متفق ہیں کہ جناب مسلمؑ کے کوفہ پہنچنے کے بعد خلقت کا ہجوم ہوا، اور جناب مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت امام حسین علیہ السلام کا سلسلہ شروع ہوا یہاں تک اٹھارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کی اس حیثیت سے نائب امامؑ کا خطاب صحیح معنوں میں جناب مسلمؑ کے لئے مخصوص ہے اور یہ شرف شہدائے کربلاؑ میں کسی کو حاصل نہ ہوا۔ سچ ہے: ہر کارے و ہر مردے۔

ان مخصوص مراتب جلیلہ حاصل ہونے کے بعد اگر کوئی مخصوص یادگار قائم نہ ہو تو ہماری بے حسی کا نمونہ ہے۔

شان امامت کی نمائندگی

جس طرح ہر رسولؐ کا وصی صفات نبوت کا آئینہ ہوتا ہے اسی طرح اس بزرگ نے ہر صفت کی سفارت و نیابت کا فرض ادا کیا۔ امامؑ میں غیرت وحمیت ایک ایسی صفت ہے کہ جزو عصمت سمجھی جاتی ہے۔ اس حد تک ان اوصاف کا منتہی ہونا درجۂ عصمت سے تعلق رکھتا ہے، مگر بحیثیت ایک نمونہ کے اس صفت میں جناب مسلمؑ فرد ہیں۔

ابن زیاد کے داخل کوفہ ہونے کے بعد کوفہ کی فضا مخالف ہوگئی۔ ذرہ ذرہ دشمن نظر آنے لگا۔ اور ہانیؓ کے گھر میں جائے پناہ مفقود ہوگئی، اس دوران آپ نے غیرت امامؑ کی شان دکھلائی۔ مؤرخین لکھتے ہیں ابن زیاد نے ہانیؓ کو موافق بنانے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی کہ خود عیادت کے حیلے سے ہانیؓ کے یہاں آیا، پہلے سے خبر پاکر ہانیؓ نے یہ خبر جناب مسلمؑ کو دیا تھا کہ آپ پشت دروازہ مخفی ہوجائیں اور جب ابن زیاد یہاں بیٹھ کر مطمئن ہوجائے اس کو قتل کردیں، لیکن جب ابن زیاد آیا، آپ مخفی ہوئے مگر اس مشورہ پر عمل نہ فرمایا کہ آسانی سے دشمن خاندان رسالت کا خاتمہ کردیں۔ ابن زیاد کے چلے جانے کے بعد شریک بن اعور ہانیؓ کے ایک مہمان خاص نے تعجب سے کہا کہ اے مسلمؑ! تم نے یہ کیا غضب کیا کہ دشمن کو ہاتھ سے دے دیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا: ایک تو ہانیؓ کے گھر کی بے حرمتی ہوتی، دوسرے تم نے یہ حدیث نہیں سنی ہے ''کہ کسی کو دھوکہ دے کر اچانک مار ڈالنا اہل ایمان کا شیوا نہیں۔ ملاحظہ ہو یہ تھی غیرت ایمانی حضرت مسلمؑ کی!!

پھر دوسرا منظر مبادرانہ عبرت کا طوّعہ کا گھر ہے۔ جب صبح ہوتے ہوتے طوعہ کا گھر لشکر ابن زیاد سے گھر گیا، آپ نے صرف یہ آخری رات اس مومنہ کے یہاں بسر کی تھی۔ یہ معلوم ہوا کہ فوج گھر کو گھیرے ہوئے ہے خود بعد نماز مسلح ہوکر آمادہ مرگ ہوئے، طوعہ سے کہا دروازہ کھول دے میں باہر نکل جاؤں اور فوج سے سمجھ لوں۔

اس غریب نے کہا کہ لشکر گھر کو گھیرے ہے کہاں جائے گا ، فرمایا میں تیرے گھر کی بے حرمتی نہیں چاہتا کہ فوج کے سپاہی

میرے قتل کے لئے یہاں گھس آئیں۔ ملاحظہ ہو یہ دوسرا موقع حمیت وغیرت کا ہے۔ دنیا میں کوئی ہستی ہے جو ایسے نازک وقت میں محل حفاظت کو اس لئے چھوڑ دے کہ میزبان کے گھر کی بے حرمتی اور توہین ہوگی۔ تاریخی صفحات اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

شجاعت امامت کی سفارت

تن تنہا ایک غریب مسافر کی گرفتاری کے لئے محمد ابن اشعث کی سرداری میں تین سو جوان مسلح آئے مگر گرفتار نہ کر سکے، پھر پانچ سو اور آئے مگر وہ بھی کافی نہ ہو سکے اور سیکڑوں کو مار کر جناب مسلمؑ نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ محمد ابن اشعث نے ابن زیاد سے اور کمک طلب کی۔ اس نے کہلا بھیجا: شرم نہیں آتی، ایک متنفس کے مقابلہ میں اتنی سپاہ قابو نہ پا سکی؟ محمد بن اشعث نے جواب دیا کہہ دو ابن زیاد سے کسی بقال سے مقابلہ نہیں ہے، یہ شیر بنی ہاشم کی جان ہے، پھر کچھ فوج اور آئی، جب ان کو دھوکہ دے کر غار میں گرا کر گرفتاری پر قادر ہوئے۔

ثبات قدم اور بیعت پر استقلال

واقعہ کربلا کی بنیاد فاسق وفاجر کی بیعت سے انکار ہے، اس غرض کی پوری نمائندگی اس غریب سفیر نے کی، دوران جنگ میں جب آپ پر کثرت سپاہ سے قابو نہ چلا تو سردار فوج ابن اشعث نے پکار کر کہا: **ابن العقیل لك الامان** آپ نے بگڑ کر فرمایا: **بالله لا یبایع فاسق حتی تذوق الموت**۔ میں مرتے دم تک فاسق وفاجر کی بیعت نہ کروں گا۔ دراصل یہ حق سفارت تھا جس کے لئے حضرت نے جناب مسلمؑ کو سفیر بنا کے بھیجا تھا، اس کو اس شان سے جناب مسلم نے انجام دیا کہ قیامت تک صفحۂ ہستی پر حسینؑ کے سفیرؑ کا نام رہے گا۔

قدرت کی طرف سے بھی ایسا سامان مہیا ہوا کہ امامؑ کی متابعت پوری ہوگئی، زخمی ہونے کی حالت میں پیاس کا غلبہ ہوا، ایک شخص نے رحم کر کے پانی دیا ہے مگر لب ودندان کے خون سے جام آب لبریز ہوگیا، آپ نے پانی پھینک دیا اور تا دم مرگ پیاسے رہے۔ یہ تشنگی امامؑ کا مظاہرہ تھا، مرنے کے بعد تیسرے روز سفیرؑ کو قبر میسر ہوئی جس طرح امام حسینؑ کو تین روز کے بعد بنی اسد نے دفن کیا۔

یہ تھے جناب مسلمؑ کے منتخب خصوصیات، جس سے علو مرتبت اور ادائے مواسات وحقوق وفرائض کا پتہ چلتا ہے، ایسی مہتم بالشان ہستی پر فقط آنسوؤں سے رو لینا یا آہ سرد بھر کر فراموش کر دینا بڑی ناقدری ہے، جس قدر عظیم الشان یادگار آپ کی قائم ہو کم ہے، قوم پر بالعموم لازم ہے کہ شہید ضرب، معتمد اہلبیتؑ، حسین کے وفادار بھائی کا اسی طرح غم کے ساتھ مظاہرہ کرے جس طرح شہدائے کربلاؑ کی عزاداری حسب مقدرت ادا کی جاتی ہے۔ شیعی اخبار ورسائل سے توقع ہے کہ اس کی ترویج میں سعی کریں گے۔

کاش کسی اہل دول کو اور صاحب ہمت ومعرفت کو توفیق عطا ہو کہ ایک شایان شان درگاہ بنوا دے جس کی زیارت سے جناب مسلمؑ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ اور نہ جاننے والے معرفت حاصل کریں۔ تمہید میں کم ترین نے حصول اولاد کے لئے جو ترغیب دلائی ہے جس متمنی اولاد کی منت پوری ہو مجھے بذریعہ کارڈ اطلاع فرمائیں۔

(ماخوذ از ماہنامہ الواعظ لکھنؤ، اکتوبر ونومبر ۱۹۴۴ء)

❁❁❁

رباعی

محترمہ بنت زہرا نقوی ندیٰ الہندی

دنیا میں سعید ازلی بن جاؤ
غمخوارِ ولی ابن ولی بن جاؤ
شبیرؑ کے مقصد کی حفاظت کر کے
انصارِ حسینؑ ابن علیؑ بن جاؤ